(ترجمہ)

ہندوستان میں اوقاف کا نظام

(مسلم عہد حکومت میں)[1]

ایس نصیر الدین احمد بی۔اے (عثمانیہ) معاون عام ندوۃ المصنفین

ہندوستان میں اوقاف سے متعلق ابتدائی تذکرے عین الملک کی لکھی ہوئی کتاب انشائے مہرو میں ملتے ہیں۔ جو برنی کے قول کے مطابق جلال الدین خلجی (سنہ ۱۲۹۰ء تا سنہ ۱۲۹۶ء) کے عہدہ داروں میں سے ایک تھا۔ کتاب کا مصنف لکھتا ہے کہ سلطان معز الدین سام غوری جو ۹۵-۱۲۰۵ء میں اقتدار اعلیٰ پر فائز ہو چکا تھا ملتان کی جامع مسجد کے لئے دو گاؤں وقف کیے تھے اور ان کا انتظام شیخ الاسلام (سلطنت کے اعلیٰ مذہبی عہدہ دار) کے حوالے کیا تھا۔ سنہ ۱۲۰۶ء میں سلطنت دہلی کے قیام کے بعد بہت سے وقف وجود میں آئے۔ سلطان قطب الدین کے مقبرے کے وقف کے بارے میں ابن بطوطہ کہتا ہے:

"سلطان محمد بن تغلق نے حکم دیا کہ میں سلطان قطب الدین کے مقبرہ کی نگرانی کروں۔ میں نے کہا کہ سلطان قطب الدین کے مقبرہ کے لئے میں نے چار سو ساٹھ اشخاص کو مامور کر لیا ہے۔ لیکن اوقاف کی آمدنی سے نہ تو ان کی تنخواہیں ادا کی جا سکتی ہیں اور نہ ہی ان کے کھانے پینے کا بندوبست کیا جا سکتا ہے۔ سلطان نے وزیر سے پچاس ہزار روپے اور ایک ہزار من گیہوں اور چاول دینے کے لیے کہا جو مقبرہ سے ملحقہ اراضی سے غلہ پیدا ہونے تک کافی ہو سکتے

---

[1] (WAKF LAWS AND ADMINISTRATION IN INDIA) کے ایک باب کا ترجمہ

تھے۔"

تاریخ فیروز شاہی سے بھی کئی اوقاف کے وجود کا پتہ چلتا ہے۔ شمس سراج عفیف کی لکھی ہوئی کتاب سے بھی سلاطین دہلی کے قائم کردہ اوقاف کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ وہ لکھتا ہے: "بادشاہ اپنی تخت نشینی کے وقت مذہبی آدمیوں کو زمینات عطا کرتے تاکہ ان کے مقبروں کی نگہداشت اور تعمیر و ترمیم ہو سکے لیکن ایسے تمام اوقاف تباہ ہو چکے ہیں۔ سلطان علاء الدین نے تمام مقابر کی ترمیم کی اور ان سے ملحقہ زمینات و مواضعات کو بحال کیا اور تمام زمینات کو جو بنجر ہو چکی تھیں قابل کاشت بنایا۔"

۱۵۲۶ء میں جب مغلوں نے سلاطین دہلی سے اقتدار حاصل کیا تو انھوں نے بھی اپنے پیشروؤں کی روایات کو باقی رکھا۔ اس بات کا کافی ثبوت موجود ہے کہ انھوں نے بھی کثیر تعداد میں اوقاف قائم کیے۔

اوقاف کا نظام | سلاطین دہلی نے اوقاف کا جو نظام بنایا تھا۔ وہ مغلوں کے دور میں بھی باقی رہا۔ اوقاف کا انتظامی ڈھانچہ اس طرح تھا:۔

الف۔ مرکزی نظام (۱) سلطان (۲) صدر الصدور

ب۔ صوبائی نظام (۱) صدر صوبہ (۲) صدر سرکار

ج۔ مقامی نظام (۱) قاضی پرگنہ (۲) موضع کا ملا

د۔ متولی

الف۔ مرکزی نظام | مذہبی اداروں سے اپنے تقدس کے اظہار میں مسلم بادشاہوں نے ہمیشہ پہل کی اور اوقاف قائم کرنے اور ان کو اچھی طرح چلانے میں شخصی دلچسپی لی۔ انشائے مہرو میں درج ہے کہ سلطان محمد بن تغلق اوقاف کے بارے میں اکثر رپورٹیں لیا کرتا تھا۔ شیر شاہ نے اپنے ایک فرمان کے ذریعہ حکم دیا تھا کہ ہر موضع میں ایک مسجد بنائی جائے اور اسکے انتظام کے لئے ایک زرعی اراضی وقف کی جائے۔ اسی طریقہ کے احکام ہندو رعایا کو بھی

دیئے گئے تھے کہ وہ منادر کے لئے اراضی وقف کریں۔ آئین اکبری سے معلوم ہوتا ہے کہ اکبر نے کئی قاضیوں کو جنھوں نے اوقاف والوں سے رشوتیں لی تھیں برطرف کر دیا تھا۔ سلاطین دہلی اور مغل سلاطین نے اوقاف کی نگرانی کے لئے کوئی علیحدہ محکمہ قائم نہیں کیا تھا۔ بادشاہ کے بعد صدر الصدور (جو سلطنت کا سب سے بڑا مذہبی عہدہ دار ہوتا تھا) اوقاف کا انتظام دیکھا کرتا تھا۔ اس خدمت کے لئے تقدس، دیانتداری، علم شریعت کا جاننا اور اچھے خاندان سے ہونا ضروری تھا آئین اکبری میں ابوالفضل لکھتا ہے کہ "اس عہدہ پر ایک تجربہ کار آدمی کو مقرر کیا جاتا ہے کیونکہ اس کو مختلف لوگوں کی درخواستوں پر غیر جانبداری سے غور کرنا پڑتا ہے اور فریقین کے ساتھ اچھے طور پر اور مہربانی سے پیش آنا پڑتا ہے اور ایسا عہدہ دار ہی صدر کہلاتا ہے"۔

صدر الصدور رعایا اور بادشاہ کے درمیان رابطہ کی حیثیت سے مستحق صورتوں میں وظائف وعطایا (بشمول اوقاف) دینے کی سفارش کرتا تھا۔ بعض اوقات وہ خود بھی عطایا دیا کرتا تھا۔ (BLOCHMAN) نے لکھا ہے کہ صدر ان تمام اراضیات کا نگراں ہوتا تھا۔ جو مذہبی اور مقدس مقاصد کے لئے دی جاتی تھیں اور ایسی اراضیات آزادانہ طور پر عطا کرنے کے اختیارات بھی رکھتا تھا۔ اپنے اختیارات کے استعمال میں بعض اوقات صدر سے جانب داری کا اظہار ہوتا تھا۔ چنانچہ اکبر نے صدر کے اختیارات کو گھٹا کر ۵۰۰ بیگہ اراضی دینے تک محدود کر دیا تھا۔ اس سے زائد کے لئے بادشاہ کی منظوری ضروری تھی۔ عہدہ دار تقرر کنندہ کی حیثیت سے صدر الصدور صوبہ اور ضلع کے صدور کے کاموں کی تنقیح کیا کرتا تھا جن کے ذمہ منجملہ اور کاموں کے اوقاف کے کام کی دیکھ بھال بھی تھی۔ موزوں اشخاص کو منتخب کر کے بحیثیت صدر تقرر کرنا اور ان کے کام پر اچھی نگرانی رکھنا صدر الصدور کے فرائض میں داخل تھا اور اسی لئے اوقاف کے نظام میں اس کا اہم مقام تھا۔

ب۔ صوبائی نظام | سلطنت دہلی کے زمانہ میں صوبائی نظام ابتدائی حالت میں تھا۔ یہ نظام شیر شاہ اور اکبر کے دور تک مرکوز نہیں ہوا تھا تاہم ہر شہر میں ایک قاضی ضروری

خیال کیا جاتا تھا۔ اکبر کے عہد میں جب کہ صوبائی نظام مرکوز ہو چکا تھا تمام سلطنت کو (۱۷) صوبوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور ہر صوبہ میں (۸) عہدہ دار ہوتے تھے جن میں سے ایک صدر صوبہ ہوتا تھا۔ اگرچہ کہ صوبائی صدر کے فرائض کے بارے میں تفصیلات نہیں ملتیں لیکن یہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس کے فرائض بھی صدر الصدور کے مانند ہوتے تھے جس کا وہ صوبہ میں نمائندہ ہوتا تھا۔ اوقاف کی دیکھ بھال اور ضلعی صدود پر نگرانی اس کے دو مختلف فرائض تھے۔ لیکن وہ اوقافی جائیدادوں سے بقایا جات وصول کرنے کا مجاز نہ تھا۔ یہ کام بالکلیہ دیوان کے ذمہ تھا۔ اضلاع میں صدر الصدور کی سفارش پر یا اس کی جانب سے صدر سرکار کا تقرر کیا جاتا تھا۔ میراتِ احمدی میں جو مغلوں کے صوبائی نظام پر ایک اہم دستاویز ہے۔ صوبائی صدور کے حسب ذیل فرائض درج ہیں:۔

(۱) قاضی، محتسب، خطیب، امام، موذن اور متولیوں کی اسناد کی تنقیح۔

(۲) مستقر اور شہروں میں وظائف اور روزینوں کی اجرائی۔

(۳) خیراتی اوقاف کی برآوردات کی منظوری۔

ج۔ مقامی نظام | قاضی بھی اوقاف کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ نہ صرف بڑے شہروں میں بلکہ پرگنہ میں بھی ایک قاضی ہوتا تھا۔ اس کا تقرر عام طور پر صدر صوبہ کی سفارش پر صدر الصدور کی جانب سے ہوتا تھا۔ قاضی پرگنہ بھی وہ تمام اختیارات رکھتا تھا جو ضلع کے قاضی کے ہوتے تھے بجز اس کے کہ اس کو مرافعہ جات کی سماعت کا اختیار نہ تھا وہ دیوانی اور تعزیری مقدمات کی سماعت کرتا تھا۔ ہدایہ باب ۱۹ اور فقہ فیروز شاہی میں قاضیوں کے حسب ذیل فرائض خصوصی طور پر بیان کیے گئے ہیں:۔

(۱) شادیوں کا اندراج

(۲) حسب ذیل مقدمات کی سماعت:۔

الف۔ بین الریاستی جائیدادوں سے متعلق۔

ب۔ نابالغوں سے متعلق

ج۔ مفقود الخبر افراد سے متعلق

د۔ دیوانوں سے متعلق

مسٹر یم۔ بی۔ احمد نے اپنی کتاب (ADMINISTRATION OF JUSTICE IN MEDIEVAL INDIA) میں پچھتر قاضیوں کی ایک طویل فہرست دی ہے جو قصبات میں مقرر کئے گئے تھے جس میں اکبری دور کے قاضی سید باری (سنہ ۱۵۷۶ء) سے لے کر برطانوی عہد حکومت کے قاضی مولوی خیرات علی (سنہ ۱۸۸۱ء) کے نام بھی درج ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکبری دور کے صوبائی نظام سے لے کر برطانوی دور تک پرگنہ قاضیوں کا تقرر باضابطہ طور پر ہوتا تھا حقیقت میں قاضی ہی وہ عہدہ دار ہوتا تھا جو برسر موقع اوقاف کی نگرانی کیا کرتا تھا۔

شیر شاہ نے ایک فرمان جاری کیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوقاف کا انتظام کس طرح ملاؤں کے ذریعہ تکمیل پاتا تھا۔ وہ کہتا ہے:۔ "گاؤں والے ہر گاؤں میں ایک مسجد تعمیر کریں اور ایک قابل کاشت زمین اس کے لئے وقف کریں۔ ملا (موذن) اس کی نگرانی کرے۔ ہر ملا اس کے باضابطہ حسابات رکھے اور تنقیح سازوں سے اس کی تنقیح کروائے۔ ایک اور رجسٹر میں وہ شادی اور وراثت سے متعلق معاملات کو درج کرے۔" موضع کے ملا کو اوقاف کے حسابات ایک علیحدہ رجسٹر میں درج کرنا پڑتے تھے جس میں شادیوں و وراثت سے متعلق اندراجات نہ ہوتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوقاف کے حسابات کو کس قدر احتیاط کے ساتھ رکھا جاتا تھا۔

متولی | متولی بھی وقف کی نگرانی کے ذمہ دار تھے جیسے کہ آج بھی ہیں۔ مسلمان بادشاہوں اور ان کے عہدہ داروں نے متولیوں کے کاموں میں اگر وہ قانون شریعت کے مطابق ہوں تو کبھی بھی مداخلت نہیں کی۔ ابن بطوطہ نے جو سلطان قطب الدین کے مقبرہ

سے ملحقہ وقف کا متولی تھا مقبرہ سے متعلق مختلف کاموں کے لئے چار سو ساٹھ اشخاص کو مامور کرلیا تھا اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ سلطان تغلق نے ان اشخاص کو مامور کرنے کی اسے ہدایت کی تھی۔ ابن بطوطہ کا یہ طرز بیان کہ "میرا انتظام"، "میں نے تقرر کیا"، اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ انتظامی معاملات میں اسے کسی شخص سے ہدایات نہیں ملتی تھیں بلکہ وہ خود اپنے اختیارات استعمال کرتا تھا۔ اس کے علاوہ بادشاہوں نے قانونی طور پر تقرر شدہ متولیوں کو تبدیل نہیں کیا جب سلطان علاء الدین نے کئی ایک تباہ شدہ اوقاف کو بحال کیا تو ان کے متولیوں اور دیگر عہدہ داروں کو بھی بحال کیا جو نکال دیئے گئے تھے لیکن خائن اور رشوت خوار متولیوں کو بادشاہ برطرف کیا کرتے تھے۔ اکبر نے ۱۵۸۰ء میں شیخ ہاشم کو متولی کے عہدہ سے ہٹا دیا تھا جس کے لئے ابوالفضل سے تحقیقات کروائی گئی تھیں اور ان کی جگہ شیخ محمد بخاری کو مامور کیا گیا تھا۔

بہر حال مسلم بادشاہوں نے ایک اچھا نظام عدل بنایا اور اوقات کی نگرانی بھی اس سے متعلق رکھی۔ اس نظام کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ صرف صوبہ احمد آباد میں (۱۰) سرکاریں (۱۷۹) پرگنے اور (۷۰۴۷) دیہات تھے۔ ہر سرکار اور پرگنہ میں صدر اور قاضی ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ بڑے قصبات میں بھی قاضی متعین تھے۔ ان میں سے ہر ایک صدر الصدور کے سامنے جوابدہ تھا۔ اس طرح پورا نظام عدل اور بالخصوص اوقاف کے نظام کو اس حد تک مرکوز کیا گیا تھا کہ پرگنوں کے قاضی راست صدر الصدور کی جانب سے مقرر کئے جاتے تھے۔ اس اعلیٰ رتبہ پر کبھی کبھی مشتبہ دیانتداری رکھنے والے لوگوں کی پہنچ اعتماد کرنے میں مشکلات کا باعث ہوتی تھی۔ اکبر نے صدر الصدور پر بہت سی پابندیاں عائد کی تھیں اور بڑی حد تک نقائص کو دور کرسکا تھا۔